ناشرمشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص۳۲تا۴۷

۱۶۔ امام غزالی ؒ، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، ج ۲، ص۱۱۷

۱۷۔ کمال الدین، تحفۃ النساء، مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور، ص۴۶

۱۸۔ کمال الدین، تحفۃ النساء، مشتاق بک کانر اردو بازار، لاہور، ص۴۶

۱۹۔ غزالی، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ، اردوبازار، لاہور، ص۹۲

۲۰۔ غزالی، احیاء العلوم، ایضاً، ج ۲، ص۱۱۴

۲۱۔ غزالی، تحفۃ النساء، المشتاق بک کارنر اردوبازار، ص۴۷

۲۲۔ محمد شفیع ؒ تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج۷، ص۱۳

۲۳۔ امام غزالی، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ج ۲، ص۱۱۷

۲۴۔ کمال الدین، تحفۃ النساء، المشتاق، بک کارنر اردوبازار، لاہور، ص۵۳

۲۴۔A۔ النور۔۳۱

۲۵۔ ذوالفقار احمد، حیا و پاکدامنی، مکتبہ الفقیر فیصل آباد، ص۱۵۰

۲۶۔ ذوالفقار احمد، حیا اور پاکدامنی، مکتبۃ الفقیر فیصل آباد، ص۱۰۶۔۱۰۷

۲۶۔A۔ الکبائر للذھبی ۱۷۷

۲۷۔ ایضاً، ص۱۱۷ تا ۱۱۹

✿

ادیان و مذاہب میں خواتین کا مقام

ڈاکٹر حافظ سیّد ضیاء الدین
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کراچی

ABSTRACT

Dr. Hafiz Syed Ziauddin

The woman is the most important part of a Civilation from the beginning of the human community in every period of time, because of a woman a man peoples his life. As allah himself has said. لیسکن الیھا, translation, "So he (man) gets relax from har(woman.") In human community woman is a very delicate being for her it is very hard to achieve honour and greatness in the community without man, and, similarly it is much haled for man to achieve glory without his wife (woman).

Woman is a very feeble element of human community in every reign they were tyrannized and afflicted. In inhale states woman were not treated well. Believers of certan religions considered woman's as their maids. In some religious they treated woman even worse then animals and disgraced some of them thought of then as devils and watched them with contempt eye. Some ever concluded that staying acuity from women is the reason to get a better life. Islam took out woman from pit hole of disgrace and granted then with honors it also prevailed their rights and deities. Islam had emphasized people to treat their woman with kindness. Islam explains that if a woman is a nether then heavens are under her fact and if she is a daughters then she is blessing of Allah and if she is a sister she is to be honored. Virtuous and kind woman's are said to be pious ana best in the world.

انسانی معاشرہ کے ابتداء ہی سے ہر دور میں عورت کا ایک اہم فرد رہی اور رہے گی۔ عورت ہی کی وجہ سے مرد کو دنیا میں خوشی اور سکون ملا۔ ارشاد خداوندی ہے لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا (۱) ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا (۲) عورت انسانی معاشرے میں ایک صنفِ نازک کی حیثیت رکھتی ہے، مرد و عورت دونوں دنیا میں عزت و شرف حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ لیکن عورت کو اس احتیاج کی مرد کی بہ نسبت زیادہ ضرورت رہی تھی اور رہے گی۔

انسانی معاشرہ اور اس کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہر زمانے میں اس صنف نازک پر ظلم و ستم ہوتا رہا ہے اور یہ عورت اس ظلم و ستم کو سہتی رہی ہے۔ یہ بے چاری کبھی باپ کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بن کر قتل کر دی گئی، کبھی بھائی کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بنی، کبھی شوہر جو اس کا جیون ساتھی ہے کے ہاتھوں قتل ہوئی اور کبھی معاشرے کے کسی فرد نے اس کی عزت و آبرو کو تار تار کر کے اسے مار ڈالا یوں یہ مظلوم معاشرہ کے ہر فرد کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بنتی رہی۔

عورت انسانی معاشرے کا ایک ضعیف عنصر ہے جس کا معاشرے میں کسی سہارے کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ ہر زمانے میں اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ اس بیچاری عورت نے جس کا سہارا اختیار کیا اس نے ہی اسے ظلم و ستم کی چکی میں پیس

ڈالا اور معاشرے میں اس کا زندہ رہنا مشکل بنا دیا گیا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ازل سے ہی انسانی معاشرہ میں جن چیزوں کی وجہ سے فساد برپا رہا ہے ان میں سے ایک ''عورت'' ہے کہ جس کی وجہ سے دو بھائیوں کے درمیان فساد (جھگڑا) برپا ہوا اور ایک بھائی قابیل نے اپنے دوسرے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ (۳)

مختلف کتب کی ورق گردانی و تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ مذاہب عالم اور اقوام عالم میں عورت کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا گیا ہے۔ بعض مذہب کے ماننے والوں نے عورت کو باندی اور لونڈی قرار دے کر اس پر ظلم و ستم کیا اور بعض مذاہب کے ماننے والوں نے عورت کو جانور سے بھی بدتر کہہ کر اس کی تذلیل کی ہے۔ اسی طرح کچھ مذاہب کے ماننے والوں نے عورت کو شیطان کہہ کر راندۂ درگاہ سمجھ کر حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور عورت سے دوری کو ہی نجات کا باعث قرار دیا۔

بعض اقوام نے عورت کو قتل اور زندہ درگور کیا۔ مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگوں نے عورت کی تذلیل کی۔ عورت ہی کو کلبوں، سینما گھروں، بازاروں کی زینت بنا کر ذلت سے دوچار کیا اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے نشانہ بنا کر رسوا کیا گیا۔

اسلام ہی وہ دین ہے کہ جس نے عورت کو قعر ذلت سے نکال کر عزت بخشی اس کے حقوق و فرائض مقرر کیے اور عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم و تلقین کی ہے اور بتایا ہے کہ عورت ماں ہے تو اس کے قدموں تلے جنت ہے، بیٹی ہے تو رحمت ہے، بہن ہے تو باعثِ عزت ہے، نیک اور صالح عورت کو دنیا کی بہترین متاع بتایا گیا ہے۔

اب ادیان و مذاہب میں عورت کے مقام کو دیکھا جائے گا اور تحقیقی مواد سے ثابت کیا جائے گا کہ مختلف مذاہب میں عورت کا کیا مقام رہا ہے۔ تو سب سے پہلے یہودیت میں عورت کے مقام اور حیثیت کو بیان کیا جائے گا۔

یہودیت میں عورت کا مقام:

یہودی مذہب میں عورت کو گناہ اور غلطیوں کا سرچشمہ قرار دیا جاتا ہے اس لیے کہ ان کی تاریخ میں لغزش آدم اور خمار گندم کا سارا خمیازہ عورت ہی کو بھگتنا پڑا تھا۔ یہودیوں کے مستند انسائیکلوپیڈیا آف جیوئش میں ہے کہ مصیبت اوّل بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی لہٰذا اس کو شوہر

کا محکوم رکھا گیا ہے۔ اور شوہر اس کا حاکم اور مالک ہوتا ہے اور وہ اس کی مملوک ہے۔ (۴) یہودیت میں یہ سمجھا گیا ہے کہ مرد شریف الطبع اور صالح ہے لیکن عورت چالاک ہے۔ مرد کو حاکمیت اور اقتدار حاصل ہونے کی وجہ یہودیت میں یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوا سے جو گناہ سرزد ہوا تھا اس کی پاداش میں عورت کو حمل اور ولادت کے تکلیف دہ مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اسی وجہ سے وہ کمزور اور ناتواں گردانی گئی ہے اور کئی معاملات میں عورت کی حیثیت اور وجود کو غیر ضروری اور نااہل قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے یہودی شریعت میں عورت پر مرد کا تصرف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ عورت منت بھی مان لے اور اپنے اوپر کوئی چیز فرض کر لے تو اس کا باپ اگر اسے منع کر دے تو اس کا فرض بھی اس سے ساقط ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عورت معذور ٹھہرے گی۔ اس لیے کہ اس کے باپ نے اسے وہ فرض ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اسی طرح ایسا حق شوہر کو بھی حاصل رہے گا اور وہ دوسری شادی کے حق سے بھی محروم رکھی گئی تھی۔ (۵)

سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ عورت پر مرد کو مکمل حاکیت حاصل تھی۔ یہودیت میں عورت ایک بھائی کے مرنے کے بعد دوسرے بھائی کی ملکیت ہو جاتی تھی اور وہ جس طرح چاہتا تھا اس سے معاملہ کرتا تھا یہاں تک کہ عورت کی مرضی کو اس میں کوئی دخل بھی نہ تھا۔ (۶) یہودی مذہب میں غیر یہودی عورت کی تو کوئی عزت و احترام اور حیثیت نہیں ہے۔ یہودیوں کی مشہور علمی اور ادبی کتاب ''تالمود'' جو ایک دینی ذخیرہ تصور کی جاتی ہے اس میں تحریر ہے کہ ''کوئی بھی یہودی کسی اجنبی عورت کی اگر عزت لوٹ لیتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اس لیے کہ غیر یہودی عورت جانور کے برابر ہے اور کوئی شخص اپنی نفسانی خواہشات کو نہیں روک سکتا وہ انہیں پوری کر سکتا ہے بشرطیکہ رازداری سے ہو۔ یہودی اپنی بیوی کو ہر طریقے سے استعمال کرنے اور اس کے جسم کے ہر حصے کو استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں، اس لیے کہ بیوی کی مثال گوشت کے اس ٹکڑے کی سی ہے جو تم قصاب سے خریدتے ہو جسے تم بھون کر یا تل کر بھی کھا سکتے ہو۔'' (۷)

یہودیت میں عورت کے بارے میں تحقیر آمیز کلمات بیان کر کے اس کی حیثیت کو نہایت کمزور کر دیا گیا ہے اور اس کی عزت کو مجروح کیا گیا ہے جیسا کہ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو جو محبوب ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا۔ ہزار آدمیوں میں کوئی ایک اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے لیکن پورے عالم کی عورتوں میں بھی کوئی ایک عورت بھی ایسی نہیں ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب

ہو۔(۸)

یہودی مذہب میں عورت کو بہت ہی بُری مخلوق سمجھا گیا ہے اور یہودیوں کو اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ان کو یہ بتایا گیا ہے کہ عورت ہی ایک ایسی مخلوق ہے جو انسان کو اپنے ربّ سے دور کر دیتی ہے۔ حالانکہ انہیں یہ سمجھ نہیں آیا کہ ایک عورت ہی انہیں جنم دیتی ہے جس کی حیثیت ماں کی ہے اور عورت ہی کئی حیثیتوں سے رشتہ رکھتی ہے جیسے بہن، بیٹی اور بیوی اور ہر ایک حیثیت سے اس کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا چاہیے۔ جس کی اسلام میں تلقین کی گئی ہے۔ یہودی اخلاقی پستی میں اتنے گرے ہوئے تھے کہ بار بار اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے ان کی اخلاقی پستی کا اہم ترین ایک پہلو یہ بھی تھا کہ وہ حلال کو چھوڑ کر حرام کے دلدادہ ہو چکے تھے۔ اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسروں کی بیوی کی تلاش میں رہتے تھے۔ اس کے لیے وہ جادو ٹونہ کرتے تا کہ کسی دوسرے کی بیوی ہتھیالیں۔ یہودیوں کی ان بداعمالیوں کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے:

فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء و زوجه(9)

”پس وہ (یہودی) سیکھتے تھے وہ علم (جادو ٹونہ) جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان تفریق ڈال دیں۔“

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی پست اخلاقی کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ لوگ (یہودی) بیہودگی میں پڑے ہوئے تھے اور انہوں نے معاشرے میں بڑا فساد برپا کر رکھا تھا۔

دورِ حاضر میں عورت یہودی معاشرے میں مرد کے شانہ بشانہ متحرک نظر آتی ہے تو اسکی وجہ یہودی مرد کی ذہنی واعتقادی نظریات میں تبدیلی نہیں ہے بلکہ یہودی عورت کی اپنی جدوجہد ہے۔ یہودی مذہبی عقائد کے مطابق عورت مردوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی حقدار نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پہلے سے نافرمان ہے اور شیطان کی سواری ہے۔ انہی نظریات و تعلیمات کی وجہ سے یہودیت میں عورت بہت سے مذہبی، عائلی اور معاشرتی حقوق سے محروم ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہودی مذہب و معاشرے میں عورت کو پسماندہ و کمزور رکھنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ یہودیت میں عورت پر ظلم کی انتہا کر دی گئی تھی کہ ایک ہی وقت میں کئی بیویاں رکھنے کی انہیں چھوٹ تھی اور پھر وراثت اور جائیداد میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔

عیسائیت میں عورت کا مقام:

عیسائیت میں عورت کو بہت ہی پست مقام دیا گیا ہے ان کے نزدیک گناہ عورت کے ذریعے ہی دنیا میں آیا۔ (۱۰) عیسائیت کے عظیم رہنما ٹرٹلین (Tartullian) نے عورت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے ''عورت شیطان کا دروازہ ہے آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ کھلانے والی قانونِ الٰہی کی خلاف ورزی کرانے والی اور انسان کو بگاڑنے والی عورت ہے۔ (۱۱)

کتاب مقدس بائبل میں حضرت آدم علیہ السلام کا جو واقعہ بیان ہوا ہے اس میں بھی مبالغہ آرائی سے کام لے کر عورت کی فطرت اور اس کی شخصیت کو بالکل مسخ کیا گیا ہے۔ ٹرٹلین (Tartullian) نے عیسائی عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے ''عورتو! تم کو معلوم نہیں تم میں سے ہر ایک حوا ہے خدا کا فتویٰ جو تمہاری جنس پر تھا وہ اب بھی موجود ہے۔ تو پھر جرم بھی تم میں موجود ہوگا تم تو شیطان کا دروازہ ہو تم ہی نے آسمان سے خدا کی تصویر یعنی مرد کو ضائع کیا ہے۔'' (12)

عیسائیت و یہودیت میں عورت ایک بندھن میں بندھی ہوئی مجبور محض تھی۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں کہ جیسے یونانی خرافات میں خیالی عورت پانڈوا کو تمام مصائب کا موجب قرار دیا گیا ہے اسی طرح عیسائیت و یہودیت میں بھی عورت کو تمام تر گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ان کے اس رویے نے یہودی و عیسائی معاشرے کے اخلاق، قانون معاشرت اور خاندان غرضیکہ ہر چیز کو متاثر کیا ہے۔ مسیحی شریعت کی رو سے عورت مکمل طور پر مرد کے قابو میں تھی۔ طلاق و خلع کی بھی اسے اجازت نہ تھی۔ زوجین (میاں بیوی) میں خواہ کتنی ہی ناچاقی ہو وہ زبردستی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہنے پر مجبور تھے۔ بعض انتہائی حالات میں انہیں صرف علیحدگی کا حق تھا لیکن نکاح ثانی کا حق پھر بھی دونوں کو حاصل نہ تھا۔ اور یہ پہلی صورت سے بھی بدتر تھی۔ اس لیے کہ علیحدگی کے بعد بدکاری یا تجرد کے علاوہ تیسرا کوئی بھی راستہ نہ تھا۔ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کو اور بیوی کے مرنے کے بعد شوہر کے نکاح ثانی کو مسیحی علماء شہوت کی بندگی اور ہوس زنی کا نام دے کر اسے مہذب زناکاری قرار دیتے تھے۔ (13)

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہودیت و عیسائیت میں خرافات گھر کر چکی تھیں۔ انہوں نے عورت کو تمام گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ معاشرتی قوانین میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ جب

عورت نکاح کے بندھن میں بند جاتی تو اسی کے بندھن میں بندھی رہتی اور عورت کو طلاق و خلع کی اجازت تک نہ تھی۔ نکاح نہ کرنے اور تجرد کی زندگی گزارنے کو اللہ کی اور حضرت مسیح کی خوشنودی کا حصول قرار دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی معاشرے میں شادی نہ کرنے اور مجرد زندگی گزارنے کو ترجیح دی جائے تو یقینا معاشرہ میں عورت کی بگڑی ہوئی اس صورت حال کو دیکھ کر یقینا ان کے علماء نے عورت کو شر، شیطان، خباثتوں کا مجموعہ، خدا کی نافرمان اور مرد کو بگاڑنے والی قرار دیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں کی مذہبی تعلیمات سے لاتعلقی کو مرد نے اپنی روحانی ترقی و پائیداری کے لیے ضروری سمجھ لیا تھا۔ عیسائی مذہب اور اس کی تعلیم کے مطابق عورت مرد کی بگڑی ہوئی ایک شکل ہے۔ چرچ نے یہ بتایا کہ عورت میں بچے پیدا کرنے کی اہلیت تو ہے لیکن وہ ان کی تربیت کرنے کی اہل نہیں ہے۔ بچوں کی ذہنی و جسمانی تربیت باپ کے ذمہ ہے اور وہ اس دوران کہ جب باپ بچوں کی تربیت کرے تو انہیں ماں سے دور رکھے۔ (14) چنانچہ عیسائی چرچ یا کلیسا کا عورت کے بارے میں یہ رویہ عقلی دلائل سے خالی نظر آتا ہے اس کا یہ رویہ انسانی جانوں کو نقصان پہنچانے سے بھرپور دکھائی دیتا ہے۔ کوئی ماں اپنی اولاد کو بخوشی علیحدہ اور جدا کرنے پر رضامند نہیں ہوسکتی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ بچے جن کو ان کے بچپن میں ماں کی تربیت کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اسے اس کی ماں سے دور کر دیا جائے۔ کلیسا کا یہ اقدام ہی غلط ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ کلیسا کے انہی اقدامات کی وجہ سے عورت کے حقوق کو پامال کیا ہے۔

عیسائی کلیسا اور چرچ نے عورت و مرد پر مذہبی تہوار والے دن اس بات کی سخت پابندی عائد کی تھی کہ وہ میاں بیوی جو مذہبی تہوار والے دن مجامعت و مباشرت کریں گے تو وہ کلیسا یا چرچ میں ہونے والے مذہبی پروگرام میں شامل ہونے کے اہل نہیں ہوں گے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں کہ عیسائیت میں ایک قاعدہ یہ تھا کہ جس روز چرچ کا کوئی تہوار ہو اس سے پہلے میاں بیوی نے مباشرت کی ہو تو وہ تہوار میں شریک ہونے کے اہل نہیں ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس سے وہ آلودہ ہونے کے بعد کسی مذہبی کام میں حصہ لینے کے قابل نہیں رہے۔ چرچ کے اس راہبانہ تصور نے تمام خاندانی علائق حتی کہ ماں اور بیٹے کے تعلق میں بھی تلخی پیدا کر دی ہے اور وہ رشتہ گناہ و گندگی بن کر رہ گیا جو نکاح کی صورت میں قائم ہوا تھا۔ (15)

عورت پر عیسائیت میں بھی ظلم وستم کی انتہا کردی گئی تھی۔ اب موجودہ زمانے میں مغربی ممالک میں عورت کو جو آزادی حاصل ہے یہ مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ نفسانی خواہشات کے شوق کو پورا کرنے کی وجہ سے ہے۔ ڈاکٹر پروفیسر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ ”آج جو بھی آزادی یورپ و امریکہ میں عورتوں کو حاصل ہے وہ مذہب کے ماتحت نہیں ہے بلکہ نفس کی شوق آفرینیوں کا نتیجہ ہے اس لیے کہ مذہب کے ماننے والے عیسائی اب بھی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے کیونکہ عیسائی مذہب میں ان کے قانون میں عورت کی حمایت موجود نہیں ہے۔ (۱۶)

مذکورہ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت میں عورتوں کو کوئی آزادی حاصل نہ تھی جب مغربی اور یورپی ممالک نے عورت کو آزادی دی ہے تو اس پر جنسی تشدد کی انتہا کردی ہے۔ مختلف یورپی ممالک اور امریکہ میں سب سے زیادہ تشدد عورت پر کیا جاتا ہے۔ عورت کی عزت کو پامال کیا گیا ہے اسے کلبوں، ہوٹلوں، سینما گھروں اور مختلف مقامات کی رونق بنا دیا گیا ہے۔ عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے کوئی حقوق اور احترام حاصل نہیں رہا ہے۔ عورت کو تباہی کے مقام پر لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔

ہندومت میں عورت کا مقام:

ہندو دھرم میں عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ ہندو معاشرے میں بھی عورت پر ظلم وستم کی انتہا کردی گئی تھی۔ تحقیقی حقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی عورت ذلت کی زندگی گزار رہی تھی اور معاشرے میں اس کو کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ منوسمرتی کی ہندوستان میں سب سے قدیم کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس میں بیان کیے گئے قانون کے مطابق باپ شوہر یا دونوں کی صورت میں بیٹے سے علیحدہ عورت کا کوئی مستقل حق نہیں۔ چنانچہ عورت صغرسنی میں باپ کی مطیع ہے جوانی میں شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹوں کی۔ اگر بیٹے بھی نہ ہوں تو اپنے اقرباء کی۔ اس لیے عورت ہرگز اس لائق نہیں کہ وہ خودمختار زندگی گذار سکے۔ وہ کسی معاملہ میں بھی خودمختار نہیں۔ معاشی معاملات میں اس کی حق تلفی سے زیادہ سخت امر یہ تھا کہ اسے شوہر کے مرنے کے ساتھ ہی مرجانا اور اس کی چتا پر ”ستی“ ہو جانا ضروری تھا۔ یہ قدیم رسم برہمنی تمدن کے دور سے سترہویں صدی عیسوی تک برقرار رہی اور اس کے بعد مذہبی حلقوں کی ناپسندیدگی کے باوجود اسے حکومت ہند

کے سرکاری حکم کے تحت ممنوع قرار دیا گیا۔ ہندوؤں کے ایک قانون کے مطابق تقدیر، طوفان، موت، زہر اور زہریلے سانپ بھی اس قدر بُرے نہیں جتنی کہ عورت بُری ہے۔ (17)

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی مزید لکھتے ہیں کہ ہندومت میں عورت کو ہر قسم کے گناہ کا منبع قرار دیا گیا ہے۔ بدکاریوں کا سرچشمہ ہے۔ عورت کا دل ہمیشہ بُرائی کی طرف راغب اور شیطانی خیالات سے معمور رہتا ہے۔ اس لیے عورتوں پر سختی سے پیش آنا لازمی امر ہے اور انہیں کسی حالت میں آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے۔ منو کا عقیدہ ہے کہ عورت کا وجود سرتاپا فریب اور بُری خواہشات کی آرام گاہ ہے۔ (18) ہندومت میں عورت کو برائیوں اور گناہوں کا منبع کہا گیا ہے اور اسے عبادت و ریاضت میں سب سے بڑی رکاوٹ بتایا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ عورت ہی بدکاریوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لیے کہ عورت کا دل ہر لمحہ برائی کی طرف راغب رہتا ہے اور عورت ہی شیطانی وسوسوں اور خیالات کا محور ہے۔ اس لیے مرد کو چاہیے کہ اس پر سختی کرے کبھی بھی اس کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آئے۔ ہندومت میں مزید یہ بتایا گیا ہے کہ عورت میں سرتاپا فریب ہی فریب ہے ہر وقت اس کے ذہن میں بُرے خیالات رہتے ہیں اور عورت ہی کو برائی و شر کی آماجگاہ بتایا گیا ہے۔

ہندو مذہب کی بعض کتب میں تو عورت سے نفرت اور تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہندوؤں نے تو عورت کے بارے میں نفرت کی انتہا کر دی ہے کہ عورتیں کتب مقدسہ کے قریب بھی نہ جائیں اور نہ وہ کتب مقدسہ کا مطالعہ کیا کریں یہ تھی ہندوؤں کی عورت سے نفرت۔ ہندو معاشرے میں عورت پر ظلم و ستم کو ڈاکٹر حافظ محمد ثانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ستی'' کے معنی پاک ہونے کے ہیں لہٰذا جو عورت شوہر کی چتا پر جلتی تھی وہ گویا پاکباز اور باعفت سمجھی جاتی تھی۔ ستی کی ابتدائی تاریخ ہندوستان کی قدیم تاریخ کے ساتھ منسلک ہے۔ البتہ اس کا ارتقاء اور کثرت سے وقوع پذیری کا عہد برطانوی راج کے عہد سے منسلک ہے۔ ستی کی ابتدائی تاریخ ہندوستان میں آریا کے ادوار سے منسلک ہے۔ (19)

سفرنامہ ابن بطوطہ میں ہے کہ ''ستی ہونا ہندوؤں میں واجب نہیں لیکن جو بیوہ اپنے خاوند کے ساتھ جل جاتی اس کا خاندان معزز کہا جاتا اور وہ اہل وفا میں شمار ہوتی تھی اور جو ستی نہیں ہوتی تھی اسے موٹے کپڑے پہننے پڑتے تھے اور طرح طرح کی خواری و ذلت میں زندگی بسر کرنی پڑتی تھی۔ (20)

ہندو مذہب میں عورت کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ثانی لکھتے ہیں کہ ہندوستانی قانون اور مذہبی کتب میں مرد (شوہر) ہر طرح سے مضبوط و باوقار حیثیت کا حامل قرار دیا گیا ہے۔ عورت کے لیے مذہبی تعلیمات کی ممانعت تھی مرد و عورت کے لیے نجات کے راستے بھی الگ الگ تھے۔ مرد اپنے زور بازو سے نجات کا راستہ پکڑ سکتا ہے مگر عورت کے لیے نجات کا واحد راستہ شوہر کی خوشنودی ہے۔ وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ براہِ راست نجات حاصل کر سکے۔ (21)

تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہندو مت کے مذہبی مقامات اور عبادات گاہیں بھی جنسی بے راہ روی کی آماجگاہ بن گئی تھیں۔ ہندو مت کے ماننے والوں نے بھی عورت کے ساتھ مذاق کیا اور معاشرے میں بھی عورت کو ذلیل اور رسوا کیا۔ موجودہ زمانے میں ہندوستان میں اگرچہ عورتوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے مواقع حاصل ہیں لیکن پھر بھی ہندو معاشرہ میں ذات پات کی تقسیم موجود ہے جس کی وجہ سے آئے دن نسلی فسادات اور مذہبی فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ ہندو مذہب کی رو سے عورت سماج میں ناپسندیدہ ہستی ہے۔ عورت کو ایک اچھوت اور نااہل سمجھا گیا ہے۔ لیکن عورت کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے وہ خواہ کسی نسل، مذہب اور علاقے سے تعلق رکھتی ہو۔ ہندوستان کی عورتوں کو چاہیے کہ وہ تعلیم کی طرف توجہ دیں اور ہندو معاشرہ میں ایک اہم مقام حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ انشاء اللہ عزت و مرتبت کا مقام ضرور حاصل کر لیں گی۔

بدھ مت میں عورت کا مقام:

بدھ مت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذہب میں بھی عورت کو کوئی بہتر مقام نصیب نہیں ہوا۔ عورت کی تحقیر و تذلیل کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس گذر بھی نہیں ہے۔ (22)

ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ بدھ مت کی تعلیمات اور عقائد کے مطابق عورت کی ذات مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حائل ہوتی ہے مکتی اور نجات حاصل کرنے کے لیے اس سے دوری ضروری ہے۔ عورت ہی نجات حاصل کرنے کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ گوتم بدھ نے

اپنے معتقدین کو حکم دیا کہ اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی عورتوں سے تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں خود بدھا نے اپنی چہیتی بیٹی کو چھوڑ کر پہاڑوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ (23)

معلوم ہوا کہ بدھ مت میں بھی عورت کی کوئی عزت نہ تھی معاشرہ میں عورت کی تحقیر کی گئی اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھا گیا تھا۔ بدھ مت کی تعلیمات میں بتایا گیا ہے کہ عورت کے پاس چوروں کی طرح حربے ہوتے ہیں یعنی وہ کسی وقت بھی کوئی نہ کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

بدھ مت کی تعلیمات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عبادت و ریاضت اور نجات کے حصول کے لیے لازمی ہے کہ عورت سے دوری اختیار کر لی جائے کیونکہ عورت ہی مذہبی فرائض کی ادائیگی میں حائل ہوتی ہے۔ اور عورت کو نجات کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا گیا ہے۔ بدھ مت نے اپنے ماننے والوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر آپ کو نجات حاصل کرنی ہے تو عورتوں سے اپنے تعلقات کو ختم کر لیں۔ اور خود بدھ نے بھی اپنی بیٹی سے دوری اختیار کر لی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لیے تسکین حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ لیکن بدھ مت کی تعلیمات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت سے علیحدگی ہی سے مرد کو اطمینان اور سکون ملتا ہے اور نجات مل سکتی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نفسانی خواہشات و لذات کا خاتمہ عورت سے ہی ممکن ہے جبکہ عورت سے علیحدگی و دوری سے نفسانی خواہشات اور بڑھ جاتی ہیں اور بدھا کی تعلیمات اس کے برعکس بتائی گئی ہیں اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورت سے تعلقات منقطع کر لیں تو نجات حاصل ہو جائے گی جو کہ عقل و فہم کے خلاف ہے۔

اسلام سے پہلے عرب معاشرہ میں عورت کا مقام:

اسلام سے قبل عورت کے مقام و مرتبہ کا تصور کرنا بھی محال تھا۔ عورت کو بہت ہی حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اسلام سے قبل عورت کو صرف اور صرف مرد نفسانی جذبات اور خواہشات کو پورا کرنے کی مشین سمجھا گیا تھا۔ بچی کی پیدائش کو اپنے لیے ذلت و رسوائی اور باعث عار سمجھا جاتا تھا اور بعض عرب قبائل تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی یا کچھ عرصہ بعد قتل یا زندہ درگور کر دیتے تھے۔

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی لکھتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں دختر کشی کی رسم عام تھی اور تاریخی روایات

سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء قبیلہ بنو اسد کے امراء سے شروع ہوئی تھی اور اس کی نقل میں بنو ربیعہ، بنو کفیلہ اور بنو تمیم کے بڑے لوگوں نے بھی اسے اختیار کر لیا اور اس کی تقلید بعد میں نچلے طبقات کے خاندانوں میں بھی فروغ پا گئی۔ سب سے پہلا شخص جس نے اپنی بیٹی کو زندہ در گور کیا تھا وہ قیس بن عاصم تھا۔ (24)

اللہ تعالیٰ نے اولاد کشی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ○ (25)

”اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔“

مذہب اسلام میں عورت کا مقام:

اسلام ایک عظیم مذہب ہے جو حقوق العباد کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اس مذہب میں عورت کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ عورت خواہ ماں ہو یا بہن، بیوی ہو یا بیٹی، ان سب کو اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اسلام میں بلند مقام و مرتبہ دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت مذہبی، سماجی، اور قومی ذمہ داریوں میں مرد کے برابر تصور کی گئی ہے۔ اسلام میں کسی بھی عورت کو اس کا سرپرست کسی جگہ شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہاں مشورہ دے سکتا ہے۔ لیکن شادی صرف اور صرف عورت کی رضامندی سے ہی ہوگی۔ عورت شادی کے بعد اپنے خاندانی نام کو باقی رکھ سکتی ہے۔

مذہب اسلام میں ہر عورت کو اپنے مال و دولت میں کلی اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہے خرچ کر سکتی ہے۔ عورت کے خاوند پر اس کا خرچ اور اس کے بچوں کا خرچ دینا لازمی ہے جبکہ دیگر مذاہب میں ایسا نہیں ہے اور نہ ہی عورت کو یہ اختیار ہے کہ اپنے ہی مال کی مالک بن سکے اس کے مال و دولت کا مالک والد، بھائی، خاوند اور اس کے بعد بیٹے ہیں۔

مذہب اسلام میں وراثت کے معاملے میں عورت بیٹی کی حیثیت سے اپنے بھائی سے کم حصے کی حقدار ہے یعنی بھائی کے دو حصے اور بہن کا ایک حصہ اور لڑکی جہاں بیاہی جائے گی تو اس کا خاوند دو حصے لائے گا یوں تین حصے ہو جائیں گے۔ اس طرح اس کا بھائی جہاں شادی کرے گا تو اس کی

بیوی بھی ایک حصہ لائے گی اور یوں اس کے بھی تین حصے ہو جائیں گے۔ لیکن دوسری صورتوں میں عورت خاندان کے مردوں کے برابر یا ان سے بھی زیادہ حصے کی حقدار بنتی ہے جس طرح کہ بچوں سے محبت اور وفاداری کے پیش نظر ماں کی حیثیت سے بیوی کو اپنے خاوند پر فوقیت حاصل ہے۔

احادیث نبوی ﷺ میں بھی عورت کے حقوق کو مساوی بیان کیا گیا ہے۔

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ اذا انفقت المراء ة من بيت زوجها غير مفسدةٍ كان لها اجرما انفقت و لزوجها اجرما اكتسب و لخازنه مثل ذلك لا ينقص بعضهم آجرَ بعض (26)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے گھر (یعنی مال) سے خرچ کرے گی اور اس کی نیت میں کوئی فساد نہ ہوگا تو اس کو بھی ثواب ملے گا خرچ کرنے کا اور اس کو ثواب ملے گا کمانے کا اور جس کی تحویل میں ہے اس کو بھی ثواب ملے گا اور کسی کا ثواب کم نہ ہوگا۔''

اسی طرح ایک اور حدیث ہے:

حدثتني اسماء بنت ابي بكر قالت قلت يا رسول الله ﷺ مالي شيء اِلّا ما ادخل علّي الزبير بيته افاعطي منه قال أعطي ولا توكي فيوكي (27)

ترجمہ: ''حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے جو میرے شوہر زبیر گھر میں لاتے ہیں۔ کیا میں اس میں سے دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا دے اور مت چھوڑ و ورنہ تیرا رزق بھی چھوڑا جائے گا۔''

حدیث میں ہے کہ جہاد میں بھی عورتیں مردوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں:

عن الربيع بنت معوذ رضي الله تعالىٰ عنها قالت كنا نغزوا مع النبي ﷺ فنسقي القوم و نخدمهم و ترد الجرحي والقتلي

الی المدینۃ(۲۸)

ترجمہ: ''حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوے میں شریک ہوتے تھے مسلمانوں کو پانی پلاتے، ان کی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو مدینہ منتقل کرتے تھے۔''

اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کا خیال کرتے ہوئے ان کو دین کے احکام بتانے اور وعظ ونصیحت کرنے کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا تھا۔

فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن وامرھن (29)

ترجمہ: ''یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عورتوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرمادیں تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کرلیا۔ اس دن عورتوں سے آپ ﷺ ملتے اور انہیں وعظ نصیحت فرماتے اور کومناسب احکام دیتے۔''

عورتوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے کی وصیت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذی جارہ واستوصوا بالنساء خیراً (30)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔''

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے بہترین انسان ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابر ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ

اکمل المؤمنین ایمانًا احسنہم خلقا و خیارکم خیارکم لنسائہم (31)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے کامل مومن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اور تم میں بہترین انسان وہ ہیں جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔‘‘

عورتوں کے ساتھ حسن حسن سلوک کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ عورت کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے خرچ کر سکتی ہے۔

اسلام میں عورت کو اتنی عزت اور توقیر دی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین بھی ان سے مشاورت کیا کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی طلوع اسلام اور آغازِ اسلام کے وقت بہترین مشیر و مددگار بھی عورت تھی۔ ان میں سے ایک آپ ﷺ کی زوجہ تھیں۔ آپ ﷺ نے واضح فرما دیا تھا کہ عورت خواہ مالکہ ہو یا لونڈی عزت واحترام اور برابری کے حقوق رکھتی ہے۔ آپ کی بے مثال کامیابی ظاہر کرتی ہے کہ عورت اور مرد کا تعاون ہی کامیابی کا راز ہے۔ گویا ایک طرف تو عورت گھر کی منتظمہ ہے اور دوسری طرف مشیر اعلیٰ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عورتوں سے مشورہ اور رائے لینا اچھی بات ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے مشورہ اور رائے لینے کو ناپسند نہیں فرمایا۔ (۳۲)

حضرت ابن امّ مکتومؓ نے ان لوگوں کو جو اُحد کے میدانِ جنگ کو چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے نرمی سے سمجھا کر دوبارہ اُحد بھیج دیا تو ان کے ساتھ مدینہ کی بہت سی عورتیں ترکش اور پانی کے مشکیزے بھر کر لے گئیں۔ مغرب کی ترقی یافتہ تہذیب میں بھی کہیں ایسی مثال نہیں ملتی جہاں شاہی نسل کے علاوہ عوام سے کسی عورت کو قابلیت کی بنیاد پر وائسرائے یا نائب وائسرائے کا عہدہ ملا ہو۔ (33)

قرآن کریم میں عورتوں کے نام پر ایک مستقل سورۃ ’’النساء‘‘ ہے۔ جس سے عورت کا مقام ومرتبہ بڑھ جاتا ہے اور یہ عورت کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ اسلام نے عورت کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے جبکہ اسلام سے قبل عورتوں کی تذلیل کی جاتی تھی اور بچپن میں ہی بعض قبائل میں

انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ قرآن کریم نے اس کو بیان کیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○
يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ
يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○ (34)

ترجمہ: ”اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی ہونے کی خوش خبری دی جاتی تو اس کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ جاتا اور وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا اس خبر کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا (نہ سمجھ پاتا) آیا ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا پھر اس کو مٹی میں دبا آئے۔ سنو! وہ کتنا بُرا فیصلہ کرتے تھے۔“

اسلام سے پہلے عورت ذلت و رسوائی کے اس مقام پر تھی کہ والد جیسا شفیق سہارا بھی اس کی جان کا دشمن بن جاتا اور اسے صحرا میں زندہ گاڑ آتا تھا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت (35)

ترجمہ: ”اور (قیامت کے دن) زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی حاضر ہوئے اور اپنی ہی بیٹی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ بیان کیا آپؐ نے جب یہ واقعہ سنا تو آپؐ پر اس قدر رقعت طاری ہوئی کہ آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ حدیث پاک میں نبی کریمؐ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلا مقدمہ زندہ درگور کی جانے والی بچی کا پیش ہوگا۔ (36)

اسلام نے عورت کو نہ صرف زندگی بخشی بلکہ معاشرے میں عزت و وقار دے کر زندگی کا لطف دوبالا کر دیا۔ نبی کریمؐ نے اپنے عمل سے بتایا کہ بیٹی کس قدر پیاری ہوتی ہے۔ آپؐ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آتے دیکھ کر کھڑے ہوجایا کرتے تھے اور سر پر دست شفقت پھیر کر اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔ (37)

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

استوصوا بالنسآء خیراً (38)

"تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں نیکی اور بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے بہترین انسان اس کو قرار دیا ہے جو عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

خیارکم خیارکم لنسائھم (39)

نبی کریم ﷺ نے صالحہ اور نیک عورت کو دنیا کا بہترین سامان قرار دیا ہے۔

الدنیا متاع وخیر متاع المراۃ الصالحۃ (40)

"دنیا سامان ہے اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔"

اسلام نے عورتوں کے حقوق متعین کیے۔ عورتوں کو جائیداد میں حقدار بنایا ہے اور ان کے ساتھ نرمی، شفقت اور حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نے ہی عورتوں کو مختلف فرائض دے کر ان کا مقام و مرتبہ بڑھا دیا ہے۔ عورت مختلف حیثیتوں سے بحیثیت ماں، بیوی، بہن، اور بیٹی بلند مقام کی حقدار قرار دی گئی ہے۔ لیکن جب ہم اقوامِ عالم کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کہیں عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا گیا کہیں اسے حسن کی دیوی قرار دیا گیا کہیں عورت کو ایک دلفریب کھلونا سمجھ کر اسے تمام معاشرتی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عورت سے حسن معاشرت کی تعلیم دی ہے ارشاد خداوندی ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (41)

"اور ان (عورتوں) سے اچھا برتاؤ کرو۔"

اسلام نے تو عورتوں کو ہر لحاظ سے عزت و احترام دیا ہے لیکن عورتوں کو بے پردہ گھروں سے نکالنے کا امریکہ اور مغربی ممالک کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں شرم و حیا کو ختم کر دیا جائے، نافرمانی اور بے حیائی جس طرح امریکہ و یورپ میں ہے، مسلم ممالک میں بھی پھیل جائے۔ اب مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن و سنت پر عمل کریں اور عورت کو بے پردہ نکال کر بازاروں، گلیوں اور کلبوں کی زینت نہ بنائیں تاکہ مسلم معاشرہ بھی خراب نہ ہو۔ معاشرہ کو پاک وصاف رکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں عورتیں بالکل آزاد ہیں وہ اسکولوں، کالجوں، مدرسوں اور دفتروں میں جا سکتی ہیں۔ اسلام اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو روکتا ہے۔ یہ غلط پروپیگنڈا ہے کہ

اسلام عورت کو چادر اور چار دیواری تک محدود رکھتا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں مسلم خواتین جنگوں میں بھی شرکت کرتی تھیں۔ تیمارداری اور مرہم پٹی وغیرہ میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ اسلام نے عورت کو بڑی عزت بخشی ہے البتہ کچھ مسائل میں مرد و عورت کے درمیان فرق قائم کیا گیا ہے یہ فرق فطری تقاضوں کے پیش نظر ہے۔ انسانی حیثیت کے لحاظ سے ان کے مابین کسی قسم کی تفریق نہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے عورت اور مرد زندگی کے تمام جائز کام کر سکتے ہیں وہ تمام اُمور میں آزاد ہیں۔

حوالہ جات

1۔ القرآن، سورۃ الاعراف، آیت نمبر 189

2- القرآن، سورۃ الروم، آیت نمبر 21

3- القرآن، سورۃ المائدہ، آیت نمبر 30

4- محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 347-340، دارالاشاعت، کراچی

5- عورت اسلامی معاشرے میں، سید جلال الدین انصر عمری، صفحہ 31، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

6- سیرۃ النبی، سید سلیمان علی ندوی، صفحہ 151، مطبع معارف، اعظم گڑھ، بھارت

7- تعارف مذاہب عالم، ایس ایم شاہد، صفحہ 92-588، نیو بک پیلس، لاہور

8- تمدن عرب، ڈاکٹر گستاؤلی بان، صفحہ 459، مقبول اکیڈمی، لاہور

9- القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 102

10- مختصر واقفیت عامہ، پروفیسر اقبال بھٹی، صفحہ 112، بھٹی پبلشرز، جہلم، 1985ء

11- روح اسلام، سید امیر علی، مترجم، محمد ہادی حسین، صفحہ 395، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1992ء

12- عورت اسلامی معاشرے میں، سید جلال الدین عمری، صفحہ 31

-13 پردہ، سیدہ ابوالاعلیٰ مودودی، صفحہ 15-25، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور

-14 تاریخ اور عورت، ڈاکٹر مبارک علی، صفحہ 55-57 فکشن ہاؤس، لاہور

-15 پردہ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، صفحہ 38

-16 محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 311، دارالاشاعت، کراچی، س ن

-17 تجلیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 211-12، فضلی سنز کراچی، 1996ء

-18 ایضاً، ص 212-13

-19 محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 318، دارالاشاعت، کراچی

-20 سفرنامہ ابن بطوطہ، ابن بطوطہ، صفحہ 34، بک لینڈ، کراچی

-21 محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 345، دارالاشاعت، کراچی

-22 تجلیات سیرت، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 213

-23 ایضاً، صفحہ نمبر 213

-24 محسن انسانیت اور انسانی حقوق، ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، صفحہ 299، دارالاشاعت، کراچی

-25 القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر 31

-26 سنن ابی داؤد، جلد ۱، امام ابوداؤد، مترجم مولانا سرور احمد قاسمی، صفحہ 550، دارالاشاعت، کراچی، 1994ء

-27 سنن ابی داؤد، جلد ۱، امام ابوداؤد، مترجم مولانا سرور احمد قاسمی، صفحہ 553. دارالاشاعت، کراچی، 1994ء

-28 صحیح بخاری، جلد دوم، امام محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم مولانا ظہیر الباری، صفحہ 94، دارالاشاعت، کراچی، 1985ء

-29 صحیح بخاری، جلد ۱، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم مولانا ظہیر الباری، صفحہ 103، 1985ء

30- صحیح بخاری، جلد سوم، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم مولانا ظہیر الباری، صفحہ 91

31- ریاض الصالحین جلد اوّل، شیخ محی الدین النووی، مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی، صفحہ 170، فرید بک اسٹال، لاہور، 1986ء

32- تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، جلد اوّل، صفحہ 173، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1988ء

33- خواتین اسلام اور حدیث، میجر جنرل محمد اکبر، صفحہ 74-40، علی بک ڈپو، کراچی

34- القرآن، سورۃ النحل، آیت نمبر 59-58

35- ایضاً، سورۃ التکویر، آیت نمبر 9-8

36- ماہنامہ میثاق، مدیر ڈاکٹر اسرار احمد، صفحہ 62، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور 1999ء

37- ایضاً، صفحہ نمبر 62

38- صحیح بخاری، جلد سوم، محمد بن اسماعیل بخاری، مترجم مولانا ظہیر الباری، صفحہ 91، دارالاشاعت، کراچی 1985

39- ریاض الصالحین جلد اوّل، شیخ محی الدین نووی، مترجم مولانا محمد صدیق ہزاروی، صفحہ 170، فرید بک اسٹال، لاہور، 1986ء

40- ایضاً، ص 171

41- القرآن، سورۃ النسآء، آیت نمبر 19

◆

ادیان و مذاہب میں عورت کا مقام

ثناء حسین چاندا

ABSTRACT

One major objective of this paper is to provide a fair evaluation of what Islam contributed (or failed to contribute) toward the restoration of woman's dignity and rights. In order to achieve this objective, it may be useful to review briefly how women were treated in general in previous civilizations and religions, especially those which preceded Islam (Pre-610 C.E.) Part of the information provided here, however, describes the status of woman as late as the nineteenth century, more than twelve centuries after Islam.

In India, subjection was a cardinal principle. Day and night must women be held by their protectors in a state of dependence says Manu. The rule of inheritance was agnatic, that is descent traced through males to the exclusion of females.

In Hindu scriptures, the description of a good wife is as follows":a woman whose mind, speech and body are kept in subjection, acquires high renown in this world, and, in the next, the same abode with her husband".

In Athens, women were not better off than either the Indian or the Roman women.

Athenian women were always minors, subject to some male- to their father, to their brother, or to some of their male kin.

Her consent in marriage was not generally thought to be necessary and"she was obliged to submit to the wishes of her parents, and receive from them her husband and her lord, even though he were stranger to her".

A Roman wife was described by an historian as":a

babe, a minor, a ward, a person incapable of doing or acting anything according to her own individual taste, a person continually under the tutelage and guardianship of her husband".

In the Encyclopedia Britannica, we find a summary of the legal status of women in the Roman civilization:

In Roman Law a woman was even in historic times completely dependent. If married she and her property passed into the power of her husband...the wife was the purchased property of her husband, and like a slave acquired only for his benefit. A woman could not exercise any civil or public office, could not be a witness, surety, tutor, or curator, she could not adopt or be adopted, or make will or contract. Among the Scandinavian races women were: under perpetual tutelage, whether married or unmarried. As late as the Code of Christian V, at the end of the 17th Century, it was enacted that if a woman married without the consent of her tutor he might have, if he wished, administration and usufruct of her goods during her life.

In the Mosaic Law, the wife was betrothed. Explaining this concept, the Encyclopedia Biblical states: "To betroth a wife to oneself meant simply to acquire possession of her by payment of the purchase money the betrothed is a girl for whom the purchase money has been paid".From the legal point of view, the consent of the girl was not necessary for the validation of her marriage".The girl's consent is unnecessary and the need for it is nowhere suggested in the Law".

Islam gives a very respectable position to her in society with its variety of spiritual, social, economic and political aspects. In spiritual aspect, she is equated with man before Allah.

In addition to spiritual aspects, women are given specific rights and securities in social aspects of Islam. The first and foremost security given to women is to ward off her from any harm. In this context, Islam saves women from infanticide.

Apart from protecting her, Islam gives her dignity and respect in society. The holy Prophet(peace be upon him said":Whoever does not bury her alive, does not insult her and does not favor his son over her, God will enter him in paradise". (Ibn Hanbal, 1957.)

In addition to spiritual and social aspects of women in Islam, Islam emphasizes the economic aspects of the women in society. These economic aspects are three given to women in the shape of securities. The first economic security of the women is the right to ownership. She can buy, sell or resell her property without any constraint. The second economic security given is the right to employment. A woman can earn her lawful livelihood. She can run her own enterprise as there is no any religious bar to her self-employment provided that it should be according to Islamic ethical rules. Last but not least, a woman can inherit the property, according to Islamic law. Her right in most of the occasions is one half of the man. The one half of the share in the property given to her is not because she is lower than men, but because she has much fewer financial obligations than man who has the burden of huge financial responsibilities on his shoulder.

Coming to the political aspect of women in Islam, Islam has granted her many political rights. The first and foremost right granted to her to elect her leader. She is not discriminated like other religions rather she is encouraged by Islam to participate in the political process by using her right to vote.

Finally, women are given right to appoint at higher political position in Islam. For instance, during the Caliphat of Hazrat Umar, Shiffa bint Abdullah was appointed for the market place.

In conclusion, the status of women in Islam is better than the other civilizations in society with its many spiritual, social, economic and political rights and securities that were absent in other religions. Women are the integral part of every society, and if they are deprived of their rights and securities in any society, then that society cease to exist.

The position of the Christian Church until recent centuries seems to have been influenced by both the Mosaic Law and by the streams of thought that were dominant in its contemporary cultures.

The first part of this paper deals briefly with the position of various religions and cultures on the issue under investigation. Part of this exposition extends to cover the general trend as late as the nineteenth century, nearly 1300 years after the Quran set forth the Islamic teachings.

In the second part of the paper, the status of women in Islam is briefly discussed. Emphasis in this part is placed on the original and authentic sources of Islam. This represents the standard according to which degree of adherence of Muslims can be judged

مذہب اسلام اس دنیا میں اس وقت آیا ہے، جب انسانیت دم توڑ رہی تھی، انسانی ظلم وجور پر ظلم کی تاریخ بھی آنسو بہا رہی تھی اور عدل و مساوات کی روح تقریباً عنقا ہو چکی تھی۔ اسلام نے ایسے نامساعد حالات کے باوجود انصاف و برابری کا نعرہ بلند کیا، اور عملاً بھی اس کی شاندار تصویر پیش کی، اور حاکم و محکوم، آقا و غلام اور اونچ و نیچ کے ناہموار ٹیلوں سے بھرے صحرائے انسانیت میں عدل و انصاف، برابری و مساوات اور یکسانیت و ہم آہنگی کے پھول کھلا کر ہر سو نسیم صبح چلا دی۔

اسلام کی آمد سے قبل عورت بہت مظلوم اور معاشرتی و سماجی عزت و احترام سے محروم تھی۔ اسے تمام برائیوں کا سبب اور قابل نفرت تصور کیا جاتا تھا۔ دور جاہلیت میں مشرکین عورت کو کسی رتبے اور مقام کا اہل نہ سمجھتے تھے اس لیے وہ لڑکی پیدا ہونے پر غصہ ہوتے، حالاں کہ وہ یہ جانتے تھے کہ نظام کائنات کے تحت شادیوں کے لیے لڑکی کی پیدائش ضروری ہے اس کے باوجود اس نظام کے خلاف اس حد تک چلے جاتے کہ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔

ظہور اسلام سے قبل عورت المناک صورت حال سے دوچار تھی جس سے اسے اسلام نے آزادی عطا کی۔ یہ امر کہ عورت کے حقوق کا تحفظ اسلام کے عطا کردہ ضابطوں سے ہی ہوسکتا ہے، مغربی معاشرے میں عورت کی حالت کے مشاہدہ سے بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ عورت کے حقوق کے تحفظ کا مفہوم انفرادی، معاشرتی، خاندانی اور عائلی سطح پر عورت کو ایسا تقدس اور احترام فراہم کرنا ہے جس سے معاشرے میں اس کے حقوق کے حقیقی تحفظ کا اظہار بھی ہو اگر ہم حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں مغربی معاشرے میں عورت کے حقوق کا جائزہ لیں تو انتہائی مایوس کن صورت حال سامنے آتی ہے۔

ہوسٹن اسمتھ اپنی کتاب "مذاہبِ عالم" میں کہتا ہے کہ عرب میں قبلِ اسلام اور بعدِ اسلام عورتوں کی حالت پر تاریخی تحقیق کرنے سے یہ نکتہ بڑی وضاحت سے آشکار ہوتا ہے کہ اسلام پر عورتوں کی تحقیر اور عورت کے مقام کی توہین کا الزام مکمل طور پر غلط ہے۔ اسلام سے پہلے کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے‘ جب یہاں تک کہ نوزائیدہ بچّی بھی ایک مصیبت اور بدبختی شمار کی جاتی تھی‘ یہ واضح ہوجاتا ہے‘ نزولِ قرآن کے ساتھ نوزائیدہ بچیوں کے زندہ درگور کرنے کی ممانعت ایک اصلاحی اقدام اور عظیم انقلاب تھا جو عورتوں کی حالت کی بہبودی کا سبب بنا۔(۱)

آج جب ہم مساوات‘ ترقی‘ تعلیم اور آزادی کے دل فریب نعروں اور عنوانات کی آڑ میں عورت کی چادرِ عفت و عصمت سرِ عام تار تار کرکے‘ اسلام میں عورت کے مقام و مرتبہ کے والے سے بے جا اور بے ہودہ الزام تراشیاں کی جارہی ہیں‘ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہب اسلام سمیت دنیا میں پائے جانے والے مذاہب و ادیان کا تقابلی مطالعہ کرلیا جائے‘ تاکہ اس کی روشنی میں ہر شخص کے لیے یہ فیصلہ کرنا قدرے آسان ہوسکے کہ دنیا کے کس مذہب نے‘ عورت کو کیا مقام و مرتبہ دیا ہے یا اسے کس نظر سے دیکھا ہے؟

زرتشت یا پارسی مذہب:

یہ دنیا کے قدیم مذاہب میں سے ایک ہے۔ ایک ایرانی پیغمبر زرتشت نے پارسی مذہب کی بنیاد رکھی تھی۔ اسے زرتشتی مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ زرتشت کو قدیم ایران کا مفکر اور مذہبی پیشوا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ آذربائی جان کے مقام گنج میں پیدا ہوئے۔ جوانی گوشہ نشینی، غور و فکر اور مطالعے میں

گزاری۔ تیس برس کی عمر میں اہورا مزدا (اُرموز) یعنی خدائے واحد کے وجود کا اعلان کیا لیکن وطن میں کسی نے بات نہ سنی۔ تب مشرقی ایران کا رخ کیا اور خراسان اور کشمار کے مقام پر شاہ گستاسپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملکہ اور وزیر کے دونوں بیٹے اس کے پیروکار ہو گئے۔ بعد ازاں شہنشاہ نے بھی اس کا مذہب قبول کر لیا۔ کوروش اعظم اور دارا اعظم نے زرتشتی مذہب کو تمام ملک میں حکماً رائج کیا۔ ایران پر مسلمانوں کے قبضے کے بعد یہ مذہب اپنی جنم بھومی سے بالکل ختم ہو گیا تھا۔ آج کل اس کے پیروکار جنہیں پارسی کہا جاتا ہے ہندوستان، پاکستان، افریقہ، یورپ میں بہت قلیل تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

ان کی مقدس کتابوں میں ''دساتیر اور آوستا'' شامل ہیں۔ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں یعنی یاستا (قربانی اور قربانی کی دعاؤں پر مشتمل ہے)' گاتھا (مذہبی قصائد پر مشتمل ہے)' وسپرڈ (خدا کی حمد و ثناء کا ذکر ہے)' ونڈیڈاو (ارواحِ خبیثہ سے مقابلہ کی تدابیر) اور ایشٹ (فرشتوں اور قدیم ایران کے بہادروں کی مدح پر مشتمل ہے) (۲) پارسی مذہب میں خدا کے لیے ''اہورمزدا'' کا نام آیا ہے۔ ''اہور'' کا مطلب ''آقا'' اور ''مزدا'' کے معنی ''عقل مند'' کے ہیں۔ اہورمزدا کا مطلب ہے ''عقل مند آقا'' یا ''عقل مند مالک''۔ اس کے تصور میں بھی ایک خدا کے تصور کا بہت دخل ہے۔ (۳) مشرق وسطیٰ میں زرتشت نے ۵۵۰ سال ق۔م غالباً پہلی بار وحدانیت معبود کے اقرار کے ساتھ خدائے خیر کا نظریہ ہمہ گیر راستی محبت اور اخوت کے عوامل کے حدود میں پیش کیا۔ (۴)

زرتشت یا پارسی مذہب

یہ دنیا کے قدیم مذاہب میں سے ایک ہے۔ ایک ایرانی پیغمبر زرتشت نے پارسی مذہب کی بنیاد رکھی تھی۔ اسے زرتشتی مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ زرتشت کو قدیم ایران کا مفکر اور مذہبی پیشوا بھی کہا جاتا ہے۔ یہ آذربائی جان کے مقام گنج میں پیدا ہوئے۔ جوانی گوشہ نشینی، غور و فکر اور مطالعے میں

گزاری۔ تیس برس کی عمر میں اہورا مزدا (اُرموز) یعنی خدائے واحد کے وجود کا اعلان کیا لیکن وطن میں کسی نے بات نہ سنی۔ تب مشرقی ایران کا رخ کیا اور خراسان اور کشمار کے مقام پر شاہ گستاسپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملکہ اور وزیر کے دونوں بیٹے اس کے پیروکار ہو گئے۔ بعد ازاں شہنشاہ نے